حضرت مولانا محمد صادق مغل مدظلہ راولپنڈی

اتحادِ ملت کی مشترکہ اساس

فقہ حنفیہ کا نفاذ اور فتاویٰ عالمگیری کی ترویج

آج کل پاکستان کے طول و عرض میں باہمی اتحاد، قومی وحدت اور ملی یگانگت کی حقیقی صورتِ حال نہ صرف غیر تسلی بخش ہے بلکہ نفاذِ اسلام کی مساعی کی کامیابی کے لئے بھی باعثِ تشویش ہے۔

دنیا کی کسی قوم کا باہمی انتشار، فرقہ وارانہ اور متعصبانہ خلفشار اس قوم کے لئے عظیم المیہ ہے یہ مذاہب عالم تاریخی شواہد اور روزمرہ کے مشاہدہ کی رو سے ایک ایسا قومی روگ ہے جو قوموں کے قیمتی اوقات کو، ان کی تعمیری صلاحیتوں کو اور ان کی گراں قدر قوتوں کو اندر ہی اندر دیمک کی طرح چاٹ کر کھوکھلا کر دیتا ہے۔

یہ قومی ناسور بڑی سے بڑی طاقتور قوم کو کمزور تر کرنا، دوسروں کا دست نگر بنانا اور پھر غیروں کی پناہ لینے پر مجبور کر کے اس قوم کو اپنے تشخص سے محروم اور زوال سے دوچار کر دیتا ہے ؎

کیا صید و صیاد کو برباد اسی نے

بگاڑا دمشق اور بغداد اسی نے

اس کے برعکس قومی اتحاد اس کی قوت کا منبع، ترقی کا نشان اور اس کی عظمت و کامیابی کا مظہر قرار پاتا ہے اور باہمی اتحاد ہمیشہ سے ہر عظیم قوم کے لئے اولین شرط اور اس کی ترجیحی ضرورت رہی ہے۔

یہ ضروری ہے کہ

ہر قوم کے اتحاد کے لئے کوئی مشترکہ اساس اور رشتۂ وحدت کے لئے کوئی ایسی ٹھوس بنیاد موجود ہو جو اس قوم کے اتحاد اور محور اس کے جمہور کے لئے مرکزِ اتحاد قرار پا سکے۔

غیر مسلم قومیں اپنے اتحاد کے لئے رنگ و نسل، طبقہ، پیشہ، زبان، باہمی سود و زیاں، علاقائی اور جغرافیائی قدروں یا خودساختہ نظریات پر مبنی تحریکات کی بنا پر، اپنا اپنا مرکزِ اتحاد اختراع کرتی اور اس اتحاد سے اپنے قومی مسائل حل کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور آج کی دنیا کی غیر مسلم قومیں بھی انہی بنیادوں انہی حد بندیوں اور انہیں خودساختہ ازموں میں بٹی ہوئی ہیں۔

مگر مسلم قوم کا مرکزِ اتحاد، رنگ و نسل، پیشہ اور طبقہ، لسان، علاقہ اور خودساختہ نظریہ سے بالاتر ایک خدا ساختہ نظریہ حیات ہے۔ ہر مسلمان کے عقیدہ و یقین کی رو سے اس کی دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح، اس اتحاد میں مضمر ہے جس کی بنیاد ایمان اور عمل صالح پر ہو۔ اور ایمان اور عمل صالح کا مدار، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے ماخوذ معتمد اسلامی تعلیمات اور تفصیلی احکامات پر ہے اور یہ ملت اسلامیہ کی خوش قسمتی ہے کہ یہ بنیاد، صدیاں گذرنے کے باوجود، موجود، محفوظ اور دستیاب ہے اور ان شاء اللہ تاقیامت محفوظ و دستیاب رہے گی۔

مذکورہ خوش قسمتی کے باوجود، یہ امر واقعہ ہے کہ امت مسلمہ میں کتاب و سنت اور اجماع پر اتفاق کے بعد تفصیلی احکامات میں اجتہادی اختلافات موجود ہیں۔ اور اس کا حقیقی تجزیہ یہ ہے کہ ہر فرد مسلم، کتاب و سنت و اجماع پر یقین رکھتا اسے دل و جان سے تسلیم کرتا اور اسی میں اپنی دنیا و آخرت کی کامیابی کا اقرار کرتا ہے نیز ہر مخلص مسلمان، کتاب و سنت اور ان سے ماخوذ معتمد تفصیلی احکام کو جاننے، ان پر عمل پیرا ہونے اور انہیں پھیلانے کا عظیم تر جذبہ رکھتا اور یہ تہ دل سے چاہتا ہے کہ وہ اپنے لئے بلکہ ساری انسانیت کے لئے، ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں دنیوی عافیت اور اخروی سعادت کی خاطر، اسلامی احکامات پر عمل اور عمل سے پہلے اسلام کے معتمد احکامات کا علم حاصل کرے۔ اس حد تک امت مسلمہ کا اتفاق اور اتحاد موجود ہے اور اس میں کوئی قابل ذکر اختلاف نہیں ہے۔

مذکورہ حد تک امت مسلمہ کے اتحاد کے بعد، کتاب و سنت کی تعبیرات، تشریحات اور ان سے ماخوذ اسلام کے تفصیلی احکامات میں اختلافات موجود ہیں اور یہ خیر القرون میں ہی ماہرین اسلام کے اپنے اپنے پُرخلوص اجتہاد کا نتیجہ ہیں اور پھر یہ مختلف اجتہادی تحقیقات بعض زیادہ مقبول ہیں بعض کم اور بعض بہت کم، اور ان تحقیقات پر اعتماد اور ان کی پیروی کرنے والے بھی بعض کثیر ہیں بعض قلیل اور بعض بالکل اقل قلیل ہیں۔

دنیائے اسلام میں، ماہرین اسلام کی مختلف اجتہادی تحقیقات کے پیروکار اور مختلف اسلامی فرقوں کی عددی حیثیت، مختلف ہے تاہم یہ امر مسلّمہ ہے کہ قبولیت کا اعزاز حنفی تحقیقات کو حاصل ہوا ہے۔ اسلام کے خیر القرون سے لے کر مابعد کے ہر دور میں حنفی تحقیقات میں اضافہ ہوتا رہا حنفی تحقیقات کی ظاہر الروایات، مسائل الاصول اور النوادر، اور پھر مجتہد فی المسائل، اصحاب التخریج اور اصحاب[1] الترجیح والتمیز کی مزید تحقیقات و

---

[1] ان اصطلاحی کلمات کے مفہوم کے متعلق فتاوٰی عالمگیری مترجم، حامل المتن ج ۳ اباب حکم نمبر ۲/۹۷ ۴ مؤلف ہذا کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا مطالعہ ملاحظہ ہو۔

تنقیحات سے اور الاشباہ والنظائر، الواقعات والفتاوی کے گراں قدر اضافوں سے فقہ حنفی کی جامعیت اور مقبولیت میں روز افزوں ترقی جاری رہی۔

مزید برآں مختلف زمانوں میں دنیا کی متمدن تہذیبوں کے دانشوروں اور مختلف زبانوں کے مصنفوں اور محققوں نے حنفی تحقیقات، اس کی شانِ اعتدال عقل و فراست سے نسبتاً زیادہ قرب اور بالعموم سہولت پر مشتمل حنفی تحقیقات کو ایسا خراج تحسین پیش کیا کہ دنیا میں پہلے ہوتے احناف کی تعداد کثیر سے کثیر تر ہوتی گئی۔

چنانچہ دنیائے اسلام میں احناف کی اکثریت اس عالمی جائزہ سے بھی واضح ہے جو آج سے کافی عرصہ پہلے یہ اندازہ کرنے کے لئے لیا گیا تھا کہ دنیا بھر کے مسلمان کہلانے والے مشہور فرقوں میں سے ہر ایک کی تعداد کیا ہے چنانچہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مختصر ایڈیشن ۱۹۱۱ء کے مطابق دنیا بھر میں زیدیہ فرقہ کی تعداد تقریباً تیس لاکھ، اثنا عشریہ تقریباً ایک کروڑ سینتیس لاکھ اور اہلسنت والجماعت کہلانے والوں میں سے حضرت امام احمد بن حنبلؒ ۲۴۱ھ کی تحقیقات کے مقلدین تقریباً تیس لاکھ۔ حضرت امام مالکؒ ۱۷۹ھ کے مقلدین تقریباً چار کروڑ۔ حضرت امام شافعیؒ کے پیروکار تقریباً دس کروڑ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ ۱۵۰ھ اور ان کے رفقاء کی تحقیقات کے پیروکار تقریباً چونتیس کروڑ سے بھی زیادہ پائے گئے۔

گو یہ شماریات، عرصہ پہلے کی ہیں مگر اس سے یہ واضح ہے کہ عالم اسلام کا سوادِ اعظم، امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے رفقاء کی تحقیقات پر اعتماد کرتا اور پیروی کرتا ہے اور حنفی تحقیقات، عالم اسلام کے جمہور کی جانب سے قبولیت عامہ کے اعزاز کی حامل ہیں۔

مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اگرچہ مختلف مذاہب، گروہ اور فرقے موجود ہیں۔ ہر ایک کو اس کے جائز حق کی ضمانت ملنا ضروری اور سبھی کو سبھی کے ساتھ بھائی چارہ کی فضا قائم رکھنا، سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے تاہم یہاں کے جمہور کے فرائض خصوصی ہیں اور انہیں زیادہ اہتمام سے اپنا فرضِ منصبی ادا کرنا ہے۔

یہ حسنِ اتفاق ہے کہ عالم اسلام کے جمہور کی طرح، پاکستان کے جمہور بھی حنفی کہلاتے ہیں یہاں کی اکثریت نظریاتی اور فکری لحاظ سے اپنے آپ کو اہل السنت والجماعت حنفی مسلمان کہلاتی ہے اور ان احناف میں خواہ بظاہر اختلاف دکھائی دے وہ اپنے اپنے مکتب فکر کے لحاظ سے مختلف عنوانات سے معنون ہوں وہ خواہ کسی مکتب فکر یا مسلک سے منسوب ہوں یا ان کے کسی ذیلی حلقہ سے متاثر ہوں یا وہ یہاں کے کسی مشہور مکتبِ فکر کے مخصوص اطوار و افکار سے وابستہ نہ ہوں بہر حال یہاں کی اکثریت حنفی ہونے کی دعوے دار ہے وہ سب اپنے آپ کو اہل السنت والجماعت سے وابستہ کرتے اور کتاب و سنّت کی تعبیرات، تشریحات اور ان سے ماخوذ تفصیلی احکامات میں حنفی تحقیقات پر اعتماد کرتے اور ان سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ چنانچہ کتاب و سنت و اجماع کے بعد اسلام کے تفصیلی احکام میں

حنفی تحقیقات، یہاں کی عظیم اکثریت کے لئے پختہ اور راسخ قدرِ مشترک ہے جو جمہورِ پاکستان کے ذہن و فکر میں صدیوں سے ایسا رچا بسا ہے کہ شرعی گنجائش کے بغیر اس سے انحراف باعث بے اطمینانی اور موجب انتشار ہے پس معتمد حنفی تحقیقات ایک ایسی نعمت ہے جو اسلام کے تفصیلی احکام میں پاکستان کے جمہور کے ذہن و فکر کے لئے مشترکہ اساس، ذریعہ اتفاق اور مرکزِ اتحاد ہے۔

دنیائے اسلام کے جمہور اور برصغیر کے مسلمانوں کے جمہور، جملہ احناف کو حنفی تحقیقات پر اعتماد کے باوجود اس کے معتمد علیہ احکام سے استفادہ میں ایک اہم الجھن موجود رہی جس سے بعض اوقات احناف میں تفرقات پیدا ہوتے رہے۔

اس الجھن کی وضاحت یہ ہے کہ حنفی تحقیقات کا تمام تر ذخیرہ، خیر القرون سے لے کر بعد کے قریباً قرن پر محیط اور صدہا کتب پر مشتمل ہے، اس تحقیقاتی ذخیرہ میں معتمد علیہ احکام بھی ہیں اور ضعیف اور مرجوح اقوال بھی۔ اس ذخیرہ سے جمہور کے ہاں معتمد علیہ اور مفتی بہ احکام کو، ضعیف، شاذ اور مرجوح اقوال سے ممتاز کرنا، عوام کے لئے مشکل بلکہ قاضی اور مفتی صاحبان کے لئے بھی ایک محنت طلب علمی کاوش رہی اور اس سے احناف کو بعض اوقات یہ المیہ درپیش رہا کہ دانستہ یا نادانستہ طور پر، معتمد احکام کی بجائے ضعیف اور مرجوح قیل و قال، بغیر شرعی گنجائش کے اپنا لینا، احناف میں باہمی انتشار و اختلاف کا باعث بنتا رہا۔

اس صورت حال میں معتمد اور غیر معتمد احکام کی ملاوٹ سے مختلف مسلکوں، گروہ بندیوں اور فریلی حلقہ بندیوں کو تقویت ملی اور نتیجۃً اسلام کے تفصیلی احکام میں ایک فقہ کو تسلیم کرنے کا دم بھرنے والے احناف بھی، الگ الگ مکتب فکر میں بٹ کر ضمنی مسلکوں میں منقسم ہوتے رہے اس تقسیم در تقسیم سے اہل السنت والجماعت احناف کا شیرازہ بکھرتا رہا۔ ان میں حقیقی اتحاد کی راہ مفقود اور بقدرِ ضرورت اتحاد کی راہ بھی مسدود ہونے لگی اور اس الجھن کے حل کرنے کے لئے حنفی تحقیقات سے معتمد علیہ اور مفتی بہ احکام یکجا جمع کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جاتی رہی۔

چنانچہ مذکورہ الجھن کو حل کرنے، احناف میں تفرقہ کا سدِ باب کرنے اور جملہ احناف میں بساط بھر اتحاد کے قیام و بقا کے لئے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی گئی کہ حنفی تحقیقات میں اسلام کے ایسے معتمد تفصیلی احکام جو قرآن و سنت اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ماخوذ، فقہا اور محدثین کی تحقیقات میں درج شدہ تھے جو اسلام کے ہزار سالہ دورِ عظمت میں، جمہور اہل علم، مفتیوں اور قاضیوں کے محفوظ تھے۔ انہیں ماہرین اسلام کے ذریعہ یکجا مرتب کر دیا جائے۔

چنانچہ فتاوی التتارخانیہ وغیرہ کی صورت میں بعض کوششیں کی گئیں مگر اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بالآخر ایک تاریخی سعی جمیل کی گئی اور گیارھویں صدی ہجری میں برصغیر میں ہی بسا غنیمت اہتمام و احتیاط کے ساتھ

یہ کارنامہ سرانجام دیا گیا کہ تقریباً پانچ سو عالی پایہ ماہرین اسلام۔ نامور مفتیان کرام، علماء ربانی اور صوفیائے کرام کی عظیم ترجماعت نے سلطان عالمگیر کے اہتمام اور الشیخ نظام الدین برہان پوری کی سرکردگی میں منظم طور پر مسلسل آٹھ سالہ محنت شاقہ کے بعد قرآن و سنّت اور اجماع و اجتہاد سے ماخوذ، زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ایسے تفصیلی احکام جمع کئے جو امت مسلمہ کے جمہور، احناف کی ہزار سالہ تحقیقات میں جمہور احناف کے ہاں معتمد، ظاہر الروایات، النوادر یا علامت فتویٰ[1] سے موسوم تھے۔

چنانچہ ماہرین اسلام ان علمائے ربانی کی مختلف کمیٹیوں کے صدر الصدور العلامہ الہمام مولانا الشیخ نظام الدین نے اس مجموعہ فتاوی کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس فتاوی کی تالیف اس مقصد سے ہوئی کہ

ان یؤلفوا کتابا جامعا لظاهر الروایات التی اتفق علیها وافتی بها الفحول ویجمعوا فیه من النوادر ما تلقتها العلماء بالقبول الخ اور لکھا کہ

واقتصروا فی الاکثر علی ظاهر الروایات ولم یلتفتوا الا نادرا الی النوادر والروایات وذلك فیما لم یجدوا جواب المسئلة فی ظاهر الروایات او وجدوا جواب النوادر موسوما بعلامة الفتوی ونقلوا كل روایة من المعتبرات بعبارتها مع انتماء الحوالة الیها الخ

نیز لکھا کہ:۔

واذا وجدوا فی المسئلة جوابین مختلفین كل منهما موسوم بعلامة الفتوی وسمة الرجحان او لم یكن واحد منهما معلما بما یعلم به قوة الدلیل والبرهان اثبتوا هما هذا الكتاب الخ

چنانچہ سینکڑوں ماہرین اسلام کی محنت اور شاہی مسجد لاہور کے تعمیری اخراجات کے قریب قریب مصارف کے بعد ایک ایسا مجموعہ فتاوی مرتب ہوا جو عالم اسلام کے جمہور، جملہ احناف کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے جملہ شعبوں اور ایک نظریاتی اور فلاحی اسلامی مملکت کو اسلام سے رہنمائی کے حوالہ کے لئے عربی زبان میں قوانین شریعت کا ایک مقبول مستند اور معتمد مجموعہ قرار پایا اور فتاوی عالمگیری کے نام سے عالمی شہرت کی۔

اور آج بھی اس فتاوی کے متعلق عالم اسلام کے جمہور احناف متفق ہیں کہ اسلام کے تفصیلی احکام میں یہ فتاوی حیاتِ انسانی کے انفرادی اور اجتماعی مسائل میں مشعلِ راہ ہے۔

---

[1] ان کے مفہوم کے متعلق فتاوی عالمگیری مترجم حامل المتن ج ۳ اباب ۹ حکم نمبر ۲ب/۴۹۷ پر مؤلف ہذا کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا ص ۵، ص ۱۵ ملاحظہ ہو۔